مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم

درسِ حدیث

حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین: مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۲۴ سائیڈ اے ۲۶ اگست ۱۹۸۳ء

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰى، قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ قَالُوْا بَلٰى، فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِيَهُ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ هَنِيْئًا يَا ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَيْتَ مَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ [1]

حضرت براء بن عازب اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غدیر خُم میں پڑاؤ ڈالا تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ اہلِ ایمان کے نزدیک میں اُن کی جانوں سے زیادہ عزیز ہوں؟ سب نے عرض کیا کہ جی ہاں جانتے ہیں، پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ

---

[1] مشکوٰۃ ص ۵۶۵

ہیں ہر ایک مؤمن کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ عزیز و محبوب ہوں؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ جی ہاں جانتے ہیں، اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے اللہ جس کا میں دوست ہوں علیؓ اس کا دوست ہے۔ الٰہی تو اس کو دوست رکھ جو علیؓ کو دوست رکھے۔ اور تو اس شخص کو اپنا دشمن قرار دے جو علیؓ سے دشمنی رکھے، اس واقعہ کے بعد حضرت عمرؓ جب حضرت علیؓ سے ملے تو اُن سے کہا کہ اے ابنِ ابی طالب مُبارک ہو تم تو صُبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی (یعنی ہر آن و ہر لمحہ) ہر مُسلمان مرد و عورت کے دوست و محبوب ہو۔

سیّدنا علی کرّم اللہ وجہہ کا اور آپ کے دورِ (خلافت) کے حالات کا ذکر تھا اُس میں یہ بات چل رہی تھی کہ آپ سے بغض رکھنے والے طبقہ کو خارجی کہا جاتا ہے اس طبقہ میں پہلے ہی سے ذہنی طور پر بغاوت آ چکی تھی کسی کی بات نہ سُننی اپنی بات کو بڑا درجہ دینا اپنی سمجھ پر چلنا صحابہ کرام سے نہ پُوچھنا یہ اس میں آ گیا، صحابہ کرام سے جو پوچھتے رہے وہ سب صحیح رہے حق پر رہے اور جنھوں نے صحابہ کرام کو چھوڑ دیا وہ غلط راستے پر رہے تو ان لوگوں نے اپنے خیال سے اور اپنے علم کے مطابق اپنی راہ بنالی اور عمل شروع کر دیا، سب سے پہلا قصہ تو یہ پیش آیا کہ جنگِ صفّین میں جہاں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان لڑائی پیش آئی وہاں حضرت معاویہؓ اور اُنکے ساتھیوں کا پہلو کمزور ہوتا چلا گیا اور قریب تھا کہ فتح ہو جائے لیکن اُن لوگوں نے مشورہ کیا اور قرآن پاک کا واسطہ دیا کہ جنگ بند کر دو اُس میں (حضرت علیؓ کی طرف کے) کچھ لوگوں کی رائے یہ ہُوئی کہ مان لی جائے بات اور جنگ بند کر دی جائے اور کچھ لوگوں کی رائے ہُوئی کہ نہیں، لڑو اور لڑائی ہی ہمارا فیصلہ ہو گی جو خدا کر دے لڑائی کے ذریعے وہ سمجھنا چاہیے خدائی فیصلہ ہے اور دوسرے یہ کہ ہم حق پر ہیں تو لڑائی بند کیوں کریں، لیکن زیادہ تعداد اُن حضرات کی تھی جو لڑائی کو بند کرنا چاہتے تھے کم تعداد اُن لوگوں کی تھی جو لڑائی کو بند کرنا بہت ہی غلط سمجھتے تھے یہ بات ٹھیک تھی اب جب فیصلہ ایک ہو گیا تو پھر اگلا طریقہ کار یعنی گفتگو کا یہ سوچا گیا کہ ایک آدمی اِدھر سے اور ایک آدمی اُدھر سے دو آدمی جمع ہو کر آپس میں مشورہ کریں ——اور جو وہ طے کر دیں فیصلہ کر دیں وہ سب کو منظور ہو گا اُن کے ساتھ کچھ کچھ ساتھی بھی رہے اس کو کہتے ہیں تحکیم یعنی حَکَمْ بنانا یہ اِن لوگوں کی سمجھ میں بالکل نہ آیا اور اِنھوں نے حضرت علیؓ

کے خلاف اپنی صف بندی جتھے بندی شروع کردی، حضرت علی کرّم اللہ وجہ کا مدینہ منورہ میں خلافت کے بعد پہلا سفر تو بصرہ ہُوا پھر دوسرا سفر صفین ہُوا پھر وہ کوفہ آگئے، کوفہ میں جو قیام ہُوا وہاں ان لوگوں نے جتھہ اور بڑھا لیا اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خطاب فرماتے تھے تو یہ نعرے لگایا کرتے تھے اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ یہ جو فیصلہ اور حکم ہوتا ہے وہ تو اللہ ہی کا ہوتا ہے یہ جو تم نے اپنی طرف سے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو مان لیا اور اُدھر سے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مان لیا یہ غلط کیا اور یہ جائز ہی نہیں اور جب خدا کے حکم پر نہیں چلے تو گنہگار ہوتے، گنہگار ہُوئے تو اطاعت فرض نہیں رہتی۔ پھر ان کے مزاج کی شدت اور آگے بڑھی اِنھوں نے کہا جو گناہ کرلے وہ اسلام میں ہی نہیں رہا لہٰذا مُسلمان ہی نہیں رہا نہ حضرت علی نہ حضرت معاویہ نہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم اجمعین اور اُن کا ساتھ دینے والے اِن کی نظر میں سب کے سب کافر ہوگئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آخری دَور کے جو چھ سال تھے اُن میں یہ لوگ پیدا ہُوئے اور اُن کے بھی خلاف تھے، اُن کو کہتے تھے کہ پہلے جو اِن کا دورِ حکومت تھا وہ ٹھیک تھا، لیکن آخر کے چھ سال جو تھے اِن میں وہ کافر ہوگئے تھے تو انھوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان دو حضرات کو مانا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کہا کہ چھ سال جو آخری تھے اُن میں وہ نہیں تھے مُسلمان حضرت علی، حضرت معاویہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم یہ سب کے سب اِسلام سے گویا اِن کے نزدیک نکلے ہُوئے تھے تو یہ نعرہ لگایا کرتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کَلِمَۃُ حَقٍّ اُرِیْدَ بِھَا الْبَاطِلُ یہ نعرہ جو اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کہ حکم وہی ہے جو خدا دے اور حکم کا حق خدا ہی کو ہے فیصلے کا حق خدا ہی کو ہے تو اُنھوں نے جواب میں فرمایا کہ کَلِمَۃُ حَقٍّ اُرِیْدَ بِھَا الْبَاطِلُ یہ صحیح بات ہے، مگر غلط جگہ استعمال کی گئی ہے، اُرِیْدَ بِھَا الْبَاطِلُ مُراد اِس سے غلط ہے یہ لوگ جمع ہوتے رہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاعات ملتی رہیں، لیکن اُنھوں نے فرمایا کہ ہم ان سے چھیڑ چھاڑ نہیں کریں گے تاوقتیکہ یہی لوگ ہم سے چھیڑ چھاڑ میں پہل نہ کریں اگر یہ پہل کرتے ہیں تو پھر ہم کریں گے ورنہ نہیں تو یہ نوبت آئی کہ اُنھوں نے چھیڑ چھاڑ کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جوابی کارروائی کی یہ وہاں سے اور ہٹے اور ہٹتے ہٹتے نہروان تک آگئے۔ نہروان پر پھر انھوں نے اپنی دوبارہ صف بندی کی اور بہت بڑا مجمع جمع ہوگیا ان کا، وہاں پر اور اس کے علاوہ اور جگہوں

پر بھی گفتگو ہوتی رہی سمجھاتے رہے ان کو ان کی سمجھ عجیب قسم کی تھی۔ مزاج میں تشدد تو اتنا تھا کہ ایک دم کافر بنا دیتے تھے لوگوں کو اور سمجھ ناقص تھی نہایت درجہ کی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو خیال آیا کہ میں جاؤں اِن سے بات کروں آخر ان کے ذہن میں کیا کیا اشکالات ہیں وہ سُنے جائیں اور جواب دیا جائے اِن کو، وہاں پہنچے تو اُنھوں نے کہا کہ پہلا اشکال تو یہ ہے کہ آپ نے دو آدمیوں کے ہاتھ میں کیسے فیصلہ دے دیا یہ خلافِ شرع ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انھیں فرمایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی حج کو جا رہا ہو یا عمرہ پر جا رہا ہو۔ احرام کی حالت میں ہو وہ شکار کر لے کسی جانور کا اور حالت احرام میں شکاری جانور کا شکار منع ہے تو پھر اس کے بارے میں فیصلہ دو آدمی کریں گے۔ تو ایک خرگوش جس کی قیمت رُبع درہم ہو (مثال کے طور پر) چار آنے ہو، روپیہ کا چوتھائی ہو، اُس کے بارے میں دو آدمی فیصلہ دیں گے اور قرآن پاک میں ہے دوسری چیز قرآن پاک میں یہ ہے مثلاً اگر میاں بیوی میں جھگڑا ہو جائے فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِدھر والوں میں سے ایک اُدھر والوں میں سے بھی ایک یہ دو آدمی بیٹھ جائیں، یہ فیصلہ کر دیں تو اگر اس جھگڑے میں جو میاں بیوی کا ہے حَکَمْ مقرّر کیے جا سکتے ہیں شریعت نے بتائے ہیں۔ قرآن پاک میں آئے ہیں اور وہ خرگوش جس کی قیمت چار آنے ہیں اُس کے بارے میں بھی حکم آئے تو یہ جو اتنی جانیں ضائع ہو رہی تھیں اِدھر سے بھی اُدھر سے بھی جنگ ہو رہی تھی اِسے روکنے کی خاطر نہیں ہوگا چار آنے کے لیے کیا جائے گا اور میاں بیوی کے جھگڑے کو روکنے کے لیے حکم مقرّر کیے جائیں گے تو یہ جو فوجیں لڑ رہی تھیں اور خُون بہہ رہا تھا اُس کو روکنے کے لیے حکم نہیں مقرّر کیے جا سکتے تو اُنھوں نے کہا کہ ٹھیک ہے سمجھ میں آئی ہمارے یہ بات، ان سے پُوچھا کہ اور کیا اشکال ہے تمہارا اُنھوں نے کہا کہ ایک اشکال یہ ہے کہ جہاں جہاد ہوتا ہے تو جہاد میں مردوں کو غلام اور عورتوں کو باندی بنایا جاتا ہے اور جو مال آتا ہے وہ مال مالِ غنیمت ہوتا ہے وہ مال مجاہدین میں تقسیم کیا جاتا ہے تو آپ کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اُن قیدیوں کو بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ عورتوں کو بھی چھوڑ دیتے ہیں اور مال بھی واپس کر دیتے ہیں تو یہ کیا طریقہ ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دیکھو تم لوگوں نے بصرہ میں جو لڑائی لڑی تھی اُس میں سامنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں اور وہ بالاتفاق بالاجماع اُم المومنین ہیں ماں ہیں تمہاری تو اَتَسْبُوْنَ اُمَّكُمْ عَائِشَةَ کیا تم اپنی ماں عائشہ کو قید کر سکتے ہو

اُنھیں باندی بنا سکتے ہو، اُنھیں قیدی بنا سکتے ہو؟ تو اِنھوں نے کہا یہ بات بھی آپ کی ٹھیک ہے ہماری سمجھ میں آ گئی گویا اس طرح کے اشکالات جو تھے اُن کے جوابات دیئے حضرت ابن عباسؓ نے سمجھا سمجھا کر تو اُن میں سے چار ہزار آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف آ گئے اور تائب ہو گئے۔ باقی پھر رہے اسی طرح سے یہ لوگ ہزاروں کے قریب جمع تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہاں پھر وہی اعلان کر رکھا تھا کہ ہم پہل نہیں کریں گے جب تک وہ لوگ پہل نہ کریں۔ بصرہ میں جب پہلے بھی لڑائی ہوئی ہے اُس میں بھی یہی اعلان کیا تھا، صِفّین میں جو لڑائی ہوئی ہے اُس میں بھی یہی اعلان کیا تھا، کوفہ کے قریب جب یہ جمع ہوئے وہاں بھی یہی اعلان کیا تھا۔ یہاں جمع ہوئے نہروان میں یہاں بھی یہی اعلان کیا۔ نہروان کا ایک واقعہ ایک عیسائی ذکر کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ میرا باغ تھا کھجوروں کا اور مَیں نے سور پال رکھے تھے۔ عیسائی تو پالتے ہیں سُور، کہتا ہے کہ اُن خوارج کا لشکر جب وہاں سے گزرا تو خوارج کے ایک آدمی نے ایک کھجور اُٹھا لی تو دوسرے نے منع کیا کہ یہ نہ اُٹھاؤ یہ جائز نہیں ہے وہ اُس نے پھینک دی، مَیں نے کہا کہ جو گری ہوئی ہیں وہ آپ اُٹھا لیں میری طرف سے اجازت ہے اُن کے سارے ساتھیوں نے کہا اُس آدمی سے کہ نہیں نہیں ہم اس طرح سے کسی کی چیز لینی نہیں چاہتے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا دباؤ ہوگا یہ ناجائز ہوگا یہ ہوگا وہ ہوگا۔ اُنھوں نے بہرحال جو کھجوریں گری ہوئی تھیں وہ بھی نہیں اُٹھائیں اور گرے ہوئے پھل کا فرق ہوتا ہے کچھ حکم بھی اس کا مختلف رکھا ہے شریعت نے نرم رکھا ہے حکم اس کا، اس نے بھی اجازت دی پھر یہ ہے کہ جہاں جو چیز بکثرت پیدا ہوتی ہے وہاں کوئی چیز گری ہوئی اُٹھالے تو اس پہ کوئی گرفت ہوتی بھی نہیں جہاں سیبوں کے باغ قدرتی ہیں، پھل پیدا ہوتے ہیں وہاں اسی طرح سے ہے وہاں کھجوریں اسی طرح کثرت سے تھیں، مگر ایک دانہ کھجور کا لینا پسند نہیں کیا، اُن خوارج کے لوگوں میں سے کچھ لوگوں نے دیکھا سُور ہے تو ایک آدمی نے تلوار نکالی کہ مَیں اس سُور کو مار دوں، کیونکہ سُور کو مارنا چاہیے۔ زندہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے ناپاک ہے تو دوسروں نے کہا نہیں نہیں ایسا نہیں کرنا یہ اس عیسائی کا ہے سُور اور ایک جاندار کو مارنا ایسے یہ تو ٹھیک نہیں ہے اور یہ فساد فی الارض ہو جائے گا اور قرآن میں ہے لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ وہ عیسائی کہتا ہے کہ مَیں دیکھتا رہا اِن لوگوں کو تو ایک آدمی گزرے ایک سواری پر سوار تھے اور اُن کے

ساتھ اُن کی بیوی تھی۔ اُنھوں نے اُن سے پُوچھا آپ کون ہیں؟ پھر اُن کو اُتارا، عبداللہ بن خبّاب اُن کا نام ہے اُن سے کہنے لگے کہ حدیثیں سُنایئے ہمیں، تو حدیثیں سُنیں۔ پھر اُن سے کہا کہ آپ کی عثمان اور علی (رضی اللہ عنہما) کے بارے میں کیا رائے ہے؟ اُنھوں نے تعریف کردی ان لوگوں کی شدّت کا یہ حال تھا کہ جو تعریف کرے وہ بھی گوارا نہیں تو اُنھوں نے کہا کہ اچھا پھر آپ بھی ایسے ہی ہیں مُسلمان نہیں ہیں اور اُن کو لبِ دریا شہید کردیا اُن کی بیوی کو بھی شہید کردیا اور بیوی حاملہ تھی تو گویا تین آدمیوں کو شہید کیا۔ وہ کہتا ہے نصرانی شخص مجھے تعجب ہُوا اس بات پر کہ کھجور کا دانہ ان کے لیے ناجائز تھا وہ نہیں اُٹھایا۔ سُور کو مارنا فساد فی الارض تھا اور تین جانیں انھوں نے ایسے لے لیں، اُن کا خون جو تھا وہ بہہ گیا دریا میں بہتا ہُوا اُنھوں نے دیکھا اور خباب بن اَرَتْ رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جنھیں انگاروں پر لٹا دیا گیا تھا اور اُن کی کمر جل گئی اور چربی نکل آئی وہ کوفہ میں رہا کرتے تھے اِس وقت تک وہ حیات تھے اہلِ بدر میں سے ہیں عبداللہ اُن کے بیٹے تھے جن کا یہ قصّہ پیش آیا جب ان لوگوں نے یہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ان پر حملہ کیا جائے پھر حملہ کیا وہ حملہ بہت کامیاب رہا اُن میں سے کوئی بچا ہی نہیں تقریبًا سب ہی ختم ہوگئے کوئی اِکّا دُکّا بچ گیا ہو تو بچ گیا ہو ورنہ کوئی بچ بھی نہیں سکا۔ اِسی کے بارے میں آتا ہے کہ اُس وقت کوئی آدمی آیا نجومی اور اُس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس وقت آپ حملہ نہ کیجیے اس سے بڑا نقصان ہوجائے گا آپ کا، جیت نہیں سکیں گے آپ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَکَفَرْتُ بِالنُّجُوْمِ خُدا پر ایمان رکھتا ہوں اور ستاروں کا تو میں انکار کرتا ہوں اللہ جو چاہے وہ ہوگا حکم دیا اور لڑے اور کامیاب ہوئے ان لوگوں کی حالت کیا تھی حالت یہ ہوتی تھی کہ دوسرا آدمی بڑا دھوکہ کھائے۔ نماز یہ پڑھتے تھے۔ نماز بھی لمبی پڑھتے تھے اور ذکر و شغل بڑا کرتے رہتے تھے۔ قرآن پاک کی تلاوت بڑی کرتے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ کارروائی کی اور اُس میں یہ نتیجہ نکلا کہ بالکل صفایا ہوگیا اِن کا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی اور یہ ان کے بارے میں آیا ہے کہ حُدَثَاءُ الْاَسْنَانِ نو عمر ہوں گے سُفَہَاءُ الْاَحْلَامِ عقل کے بہت خراب ہوں گے ______ عقل کے اعتبار سے نہایت ناسمجھ سَفِیْہٌ کہتے ہیں

ناسمجھ کو اُن کی عادت یہ تھی کہ قرآن پاک بہت تلاوت کرتے رہتے تھے بہت پڑھتے تھے ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا تھا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے اور اُن سے تمہاری لڑائی ہوگی اور اُن کی علامت یہ ہوگی کہ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ وہ دین کے پار جا چکے ہوں گے داخل ہوں گے دین میں اور جیسے تیر پار نکل جاتا ہے ویسے وہ پار نکل چکے ہوں گے۔ پھر نشانی اُن کی بتلائی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اُن میں ایک آدمی ہوگا اُس کے دونوں بازوؤں میں سے ایک بازو ایسے ہوگا جیسے عورت کا پستان ہوتا ہے اس طرح سے اور تَدَرْدَرُ وہ حرکت کرتا ہوگا نرم ہوگا جیسے نرم گوشت حرم کرتا ہے اس طرح سے یہ اُس کی علامت ہے تو انھوں نے فرمایا کہ دیکھو ان لوگوں میں تلاش کرو وہ آدمی مل جائے گا۔ لوگوں نے تلاش کیا اور کہا کہ نہیں ہے : فرمایا پھر تلاش کرو۔ پھر نہیں ملا پھر اُنھوں نے فرمایا کہ نہیں تلاش کرو اور اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ مَا کَذَبْتُ وَلَا کُذِبْتُ یہ نہ مَیں نے جھوٹ بولا ہے نہ مجھے جھوٹ بتلایا گیا ہے۔ دونوں باتیں صحیح ہیں یہ فرمایا کہ اگر یہ نہیں ہے تو قَتَلْتُمْ خَیْرَ النَّاسِ پھر تو تم لوگوں نے بہترین لوگوں کو مار دیا کہ وہ قاری بھی تھے وہ عبادت گزار بھی تھے یہ بھی تھے ، اگر وہ آدمی ملتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے صحیح مارا اُن کو مارا جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ لَئِنْ اَدْرَکْتُھُمْ لَاَ قْتُلَنَّھُمْ قَتْلَ عَادٍ میں اگر اُن کو پالوں تو مَیں اُن کو ایسے ماردوں گا جیسے عاد برباد ہوگئے تھے ایسے اُنھیں برباد کروں گا ، وہ زمانہ نہیں تھا اس کام کا تو آپ نے نہیں کیا۔ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دَور کے بارے میں خبر دی تو یہ روایت ہر جگہ ہے۔ بخاری شریف میں بھی ہے اور جگہ بھی ہے یہی روایت ذوالثُّدَیَّۃ والی کہلاتی ہے تو پھر تلاش کرتے کرتے ایک جگہ سے وہ مل گیا کسی جھاڑی میں یا کسی گڑھے میں ملا وہ اس لاش کو جب دیکھا اور پتہ چلا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سجدہ میں گر گئے کہ یہ ہماری لڑائی جو تھی یہ غلط نہیں تھی بلکہ صحیح تھی ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا اور مَیں خود اُس میں شامل تھا ـــــ اور مَیں نے خود اُس آدمی کو دیکھا ہے وہ اُسی حلیہ کا تھا جو حلیہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا تھا تو اب یہ طبقہ ایک پیدا ہوگیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف کام کرتا رہا کبھی گھٹ گیا کبھی بڑھ گیا کبھی کچھ ہوگیا، لیکن ان کو کسی نے بھی

نہیں چھوڑا، بنواُمیّہ نے بالکل نہیں چھوڑا' پتہ چلتا کہ فلاں جگہ خارجی ہیں مار دیتے تھے اسی طرح سے بنوعبّاس کے دَور میں یہ بار بار سر اُٹھاتے رہے اور مارے جاتے رہے ان کے نظریات بڑے خراب ہیں یہ معاذاللہ حضرت علی رضؓ کو کہتے ہَیں کہ یہ مسلمان ہی نہیں ہُوئے تھے وہ تو ابوطالب کے مذہب پر رہے تھے اور پتہ نہیں کیا کیا خرافات اُن کے عقائد کے اندر داخل ہَیں جیسے شیعوں کی خرافات ہیں۔ اسی کے بالمقابل خرافات ان لوگوں کے ذہن میں بھی ہیں۔ اب کہیں کہیں یہ موجود ہَیں مسقط وغیرہ کی طرف لیکن ان کا زور یا اجتماعیت یہ نہیں ہَے اور اس طرح کہ لوگ یہاں ہمارے پاکستان میں بھی پھیلے ہَیں کچھ لوگوں نے ایسی کتابیں لکھنی شروع کر دیں۔ یزید کی تعریف شروع کر دی اور مقصد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گرا کر کم تر کر کے اِن کی بالمقابل سائیڈ کو چمکانا یہ ایک طریقہ ہے۔ مقصد یہ ہَے کہ ان حضرات کو نقصان پہنچایا جاتے چاہے۔ اُن خارجیوں کی تعریف ہو یا نہ ہو تو یہ فکر چلا آرہا ہے۔ آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتلایا تھا کہ دو طبقے تمہاری وجہ سے ایسے ہوجائیں گے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی وجہ سے پیدا ہُوئے۔ اُن کی ذات پر بھی اسی طرح کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ خُدا کے بیٹے ہَیں اور یہودیوں نے کہا کہ نہیں حتّٰی کہ اُنھوں نے اُن کی والدہ ماجدہ پر تہمت لگائی اِسی طرح سے تمہارے ساتھ ہوگا تو محبّت کا زیادہ دعوٰی کرنے والے بھی پیدا ہُوئے وہ تو شیعہ ہوگئے۔ اور عداوت ظاہر کرنے والے بھی پیدا ہُوئے وہ خوارج ہوگئے، ان کی بھی کئی قسمیں ہیں، خارجی، ناصبی وغیرہ وغیرہ۔

خوارج کی ان سب قسموں کے پیشِ نظر جو چیز رہتی ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت ہے جو مقدم ہوتی ہے ان لوگوں کے نزدیک، ساری قسموں میں یہی ہَے جیسے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہاں فرمایا کہ تمہاری ذات پر وہ لوگ اس طرح کی چیزیں الزام کے طور پر عائد کریں گے کہ جو تم میں نہیں ہوں گی اور دوسری قسم کے لوگ تعریف میں ایسی ایسی چیزیں ثابت کریں گے کہ جو تم میں نہیں ہوں گی تو اُن میں سے بعض کہہ رہے ہیں کہ حضرت علی رضؓ پر وحی آرہی تھی فرشتے کی غلطی سے دوسری طرف چلی گئی۔ بعض کہتے ہَیں کہ حضرت علی رضؓ کے اندر خدا حلول کیے ہُوئے تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے ان حضرات سے محبّت دے اور آخرت میں ان کے ساتھ محشور فرمائے۔

(آمین)